ڈاکٹر آغا یمین خان
سابق چیئرمین شعبہ زبان و ادبیات فارسی
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

نسخۂ خطی جواہر عباسیہ کا تعارف اور تنقیدی جائزہ

تعارف :

''جواہر عباسیہ'' ایک نایاب خطی نسخہ ہے جس کا اصل خطی نسخہ محض ایک ہے جو سید آنیس شاہ گیلانی کے کتب خانے تحصیل صادق آباد میں موجود ہے اس نسخے کی ایک فوٹو کاپی بہاولپور کے معروف صاحب ذوق جناب سید عبید الرحمٰن کے توسل سے شعبہ زبان و ادبیات فارسی ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو دستیاب ہوئی ہے -

عصر حاضر میں فوٹو سٹیٹ کے وسائل عام ہیں اس لیے اس خطی نسخے کی تین فوٹو کاپیاں بھی ہو چکی ہیں - ان میں سے ایک تو '' کتاب خانہ مرکزی بہاولپور'' میں موجود ہے دوسری فوٹو کاپی شعبہ زبان و ادبیات فارسی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ہے جس پر تحقیق کی جا رہی ہے - تیسری خود میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے -

اہمیت :

اس نسخہ خطی کی اہمیت یہ ہے کہ تاحال نہ ہی کسی نے اسے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے اور نہ ہی اس کا ابھی تک فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے -

اصل نام :

"جواہر عباسیہ" کا اصل نام جو ہمیں اس کے مصنف کے مقدمے میں ملتا ہے وہ "تذکرۃ الخوانین" ہے۔ بعد میں یہی نسخہ خطی "جواہر عباسیہ" کے نام سے معروف ہوا۔

موضوع :

موضوع کے اعتبار سے یہ نسخہ خطی جیسا کہ اس کے اصل نام یعنی "تذکرۃ الخوانین" سے ظاہر ہے ریاست بہاول پور کے نواب محمد بہاول خان اور محمد صادق خان کے عہد کا تاریخی تذکرہ ہے کیونکہ ریاست بہاول پور کے مذکورہ نوابوں کے خاندان کا سلسلہ خاندان عباسیہ سے جا ملتا ہے۔ اس لیے مصنف نے مقدمہ کے بعد مذکورہ خطی نسخے کا آغاز خلافت عباسیہ سے شروع کر کے برصغیر پاک و ہند یعنی بہاول پور میں مقیم ہونے والے آن عباسی فرمانرواؤں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی نسل سے مذکورہ عباسی نواب معرض وجود میں آئے۔

ترتیب متن :

مذکورہ خطی نسخہ کی ترتیب اس طرح ہے کے پہلے مصنف نے فارسی میں ایک مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں اس نے اس کی ترتیب کے متعلق خود بتایا ہے کہ سب سے پہلے ایک مقدمہ ہے پھر مذکورہ تاریخ کے تین حصوں کے نام اس طرح درج کیے ہیں۔

قسم اول : خلافت عباسیہ کے آخری سلطان سے لے کر خان فردوس مکان محمد مبارک خان علی رضوان کی وفات تک کے حالات پر مبنی ہے۔

قسم دوم : خان جنت مکان محمد بہاول خان ثانی علیہ رحمۃ والغفران کے بارے میں ہے۔

قسم سوم : خان خلد مکان محمد صادق خان علیہ الغفران یعنی بہاول خان ثانی کے والد سے لے کر اس کے دور کے واقعات پر مشتمل ہے۔

نسخہ خطی کی فنی تفصیل :

مذکورہ نسخہ خطی "جواہر عباسیہ" کی فنی تفصیل درج ذیل ہے ۔

مصنف کا نام :

"جواہر عباسیہ" کے مصنف کا نام "محمد اعظم بن مولوی محمد صالح اسدی الہاشمی فاروق بہاولپوری" ہے ۔ مصنف مذکور اصلاً و نسلاً بہاولپور کا ہے ۔ خود مصنف لکھتا ہے کہ ریاست بہاول پور کے نواب محمد صادق خان کے دور حکومت کے دوسرے سال ۱۲۲۵-۲۶ء مطابق سن ۱۸۱۰-۱۱ء آسے نواب صادق خان کی طرف سے حکام سندھ یعنی امراء تالپور کے پاس سفیر بنا کر روانہ کیا گیا ۔ اس سے پہلے بقول ڈاکٹر ظہور الدین احمد مصنف پاکستان میں فارسی ادب محمد اعظم سن ۱۸۰۹ء میں نواب صادق خان ثانی کی طرف سے تاریخ نویس مقرر کیا گیا تھا ۔ لہٰذا جواہر عباسیہ کی تاریخ تصنیف اسی دور کی پیداوار ہے ۔

تاریخ تصنیف :

اس کی تصدیق ہمیں سٹوری (storey) کی کیٹلاگ بعنوان Persian Literature سے بھی ملتی ہے ۔ سٹوری لکھتا ہے ۔

> "Tadhkira-tul-Khawanin, written in 1251/1835-36 and Tarikh-i-Kashmir, both by Haji M. Azam Peshawari, who according to RIEU (III P. 1097 a) is called at the end M. Azam Assadi Hashmi, and who is evidently therefore identical with the historian of Bahawalpur."

مذکورہ بیان میں سٹوری نے بتایا ہے کہ اگرچہ "تذکرۃ الخوانین" کا مصنف حاجی محمد اعظم پشاوری لکھا گیا ہے لیکن مشہور مستشرق Rieu کے بیان کے مطابق اس کا اصلی نام محمد اعظم اسدی ہاشمی ہے جو کہ واضح طور پر بہاولپور کا مؤرخ ہے ۔

پس معلوم ہوا کہ تذکرۃ الخوانین یعنی جواہر عباسیہ کا مصنف یہی محمد اعظم بن مولوی محمد صالح ، اسدی ، ہاشمی ، فاروق ، بہاولپوری ہے اور جواہر عباسیہ کی تاریخ تصنیف بھی سن ۱۲۵۱ھ مطابق ۳۶-۱۸۳۵ ہے جس کی تصدیق ہمیں خود مصنف کے بیان (برگ ۱۲۰ ب) یوں ہوتی ہے -

''جواہر عباسیہ کا مصنف ''محمد اعظم'' لکھتا ہے کہ

این کتاب مستطاب جواہر عباسیہ بامر قضا و قدر جناب والاثیش تالیف کردہ و بہ ''مقصود اعظم'' اسم مورخ آو نہاد -'' (برگ ۱۲۰ب)

یعنی یہ کتاب مستطاب ''جواہر عباسیہ'' جناب والا کے حکم سے تالیف کی گئی اور اس کا تاریخی نام ''مقصود اعظم'' رکھا گیا -

تفصیل مادہ تاریخ ''مقصود اعظم'' درج ذیل ہے :

مقصود = م+ق +ص+و+د+ اعظم = ا+ع+ظ+م

۴۰+۱۰۰+۹۰+۶+۴+ ۱+۷۰+۹۰۰+۴۰=۱۲۵۱

فن کتابت و کاتب

جہاں تک ''جواہر عباسیہ'' کے فن کتابت کا تعلق ہے - اس کی کتابت کا جداگانہ فن ہے جسے ہم خط نستعلیق شکستہ و ہر شکفتہ سے تعبیر کر سکتے ہیں ، یعنی ایسا خط نستعلیق جو بظاہر دیکھنے میں بہت خوب صورت دکھائی دے، لیکن اس کی سطر سطر میں الفاظ کے گل بوٹے اور کلیاں کھلی ہوئی ہوں - جس کا قاری سطحی نظر میں دیکھتے ہی مسرت و انبساط سے کھل اٹھے - لیکن جب بین السطور میں آسے غور سے پڑھنے لگے تو آسے تجربہ یہ ہوگا کہ اس ''خط نستعلیق شکستہ و ہر شگفتہ'' میں بعض الفاظ کے اس صورت میں گل بوٹے بنائے گئے ہیں کہ قاری اس فن کتابت کے ابسٹریکٹ آرٹ (Abstract Art) میں گھنٹوں غور کرے تب جا کر سیاق و سباق کی مدد سے اسے پڑھ سکتا ہے - کیونکہ اس کی کتابت کا زمانہ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے ہے اور کاتب کے ذہن میں تصور بھی موجود ہے کہ اس کا فن

کتابت شاہی دربار میں پیش ہوگا تو اسے اپنے فن کتابت کے اس ایبسٹریکٹ آرٹ کو دقیق اور پیچیدہ بنانے پر فخر محسوس کرتے ہوئے اپنی فنِ کتابت کا مظاہرہ کیا ہے۔

تاریخ کتابت ۲۳ ربیع الاول ۱۲۵۴ ہجری

دراصل یہ کتابت بھی خود مصنف یعنی محمد اعظم اسدی نے کی ہے، جیسا کہ مصنف خود برگ ۳ الف پر اس طرح رقم طراز ہے:

"باوجودِ قلت استطاعت بضاعت مزجاہ خود را در معرض کتابت عرض دار، در شیوۂ خیرخواہیِ دولتِ عالیہ بپا استادم۔"

مصنف کے خود کاتب ہونے کی تصدیق مزید ہمیں مصنف کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جہاں اس نے اس کی تاریخِ کتابت بروز شنبہ ۲۳ ربیع الال ۱۲۵۴ ہجری تحریر کی ہے۔ حوالہ یہ ہے:

"این کتاب مستطاب بخیر و ظفر یابی بیست و سیوم ربیع الاول روز نخست افروز ۱۲۵۴ھ شنبہ محرر مقدس تمام و کمال بنظرِ مطالعہ کہ اتمام من اللہ سعی یا فتم و بدستِ خطی خود این اضعف عباد اللہ سرفرازی یافتہ۔"
(برگ ۱۲۰ ب)

سائیز نسخہ خطی:

جہاں تک اس نسخہ خطی "جواہر عباسیہ" کے سائیز کا تعلق ہے اس کا سائیز ۲۳′×۱۱′ سم اندرونی اور ۲۹′×۲۲′ سم بیرونی ہے۔ ہر ایک برگ یعنی صفحہ کی ۱۹ سطریں ہیں اور ہر سطر میں ۱۸ سے ۲۰ تک ساتھ ساتھ جڑے ہوئے الفاظ موجود ہیں، جن کے پڑھنے میں خاصی کاوش کرنی پڑتی ہے۔

تعداد کل برگ:

نسخہ مذکور کے برگ کی کل تعداد ۱۲۱ ہے جبکہ کل صفحات ۲۴۲ پر مشتمل ہیں۔

زبان اور اسلوب بیان :

"جواہر عباسیہ" کی زبان کلاسیکی درباری فارسی کے ضمن میں آتی ہے ، مصنف نے یہاں بھی دقت پسند نثر نگار ہونے کی کوشش کی ہے - جب قاری کتابت کے "خط نستعلیق شکستہ پُر شگفتہ" کی گلکاری کے پیچ و خم سے گزر جاتا ہے تو ایک بار پھر کلاسیکی فارسی کی نثرِ دقیق کی گہرائیوں میں گم ہو جاتا ہے ، اس میں شک نہیں کہ قاری بعض اوقات مصنف کے افکارِ عالیہ کو الفاظ کی بوقلمونی اور رنگا رنگی میں دیکھ کر خوب چٹخارے لیتا ہے اور محظوظ ہوتا ہے - مثلاً مقدمہ کے آغاز میں جہاں وہ آس خدائے ذوالجلال کی ثنا میں رطب اللسان ہوتا ہے تو اس کا یہ فن پارہ دیکھیئے -

نثرِ دقیق :

"پادشاہیست کہ دُرہای لمعان محامد بی پایان ، زیبندۂ تیجان صمدیت اوست -" (برگ ۱ ك)

لیکن اکثر و بیشتر وہ نثر فارسی کے اس فنِ دقت پسندی یعنی افکار پیچا پیچ کو الفاظ کی ان بھول بھلیوں میں لے جاتا ہے جہاں قاری اپنے آپ کو بارہا غور کرنے کے باوجود شکستہ پر محسوس کرتا ہے -

علاوہ ازیں درباری زبان کی وجہ سے جہاں وہ اپنے ممدوح کی مدحت اور قصیدہ سرائی کرتا ہے وہاں فارسی نثر میں قصیدے کا رنگ بھرتے ہوئے بادشاہ کی تعریف میں نہ صرف مبالغے سے کام لیتا ہے بلکہ غلو کی حدود کو بھی چیرکر پرواز کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے - مثلاً نثر فارسی میں یہ قصیدہ سرائی ملاحظہ ہو :

"چترِ عظمتِ پناہش ، آسمان بلندیست کہ خورشید باین رفعت در سایۂ کیوان پیرایۂ اوست و بارگاہِ عرش ، اشتباہش ایوان ارجمندیست کہ طبقات سمٰوات باین عظمت نردبان نہ پایۂ اوست -" (برگ ۴ ب)

نثر مقفٰی و مرصع :

البتہ بعض اوقات کلاسیکی نثر فارسی کی نثر مقفٰی و مرصع سے بھی کلام کو زینت بخشتا ہے ۔

امتزاج نثر و نظم :

مصنف کی نثر نگاری میں نثر و نظم کا امتزاج بھی نظر آتا ہے ۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ نثر و نظم کے امتزاج سے وہ اپنی نثر نگاری کو مزید مرصع کرے لیکن اُس کے ہاں اس نظم و نثر کا امتزاج وہ تاثیر نہیں پیش کرتا جو گلستان سعدی میں موجود ہے ۔ البتہ وہ بعض اوقات نثر میں نظم کا رنگ دینے کے لیے کبھی اپنے اور کبھی بعض اساتذہ کے اشعار بھی لکھ ڈالتا ہے ۔ مثلاً ایک جگہ بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے نثر میں اُس کی یہ عبارت ملاحظہ ہو :

"خورشیدِ فلکِ اجلالش بانوارِ اقبال ، درخشان مینمود ۔"

ساتھ ہی شیخ سعدی کا یہ مشہور شعر بھی جڑ دیتا ہے ۔

بیت

بالایِ سرش ، زِ هوشمندی　　می تافت ، ستارۂ بلندی

(برگ ۳ ا) (شیخ سعدی)

فارسی عربی کا امتزاج :

مصنف فارسی اور عربی دونو زبانوں پر عبور رکھتا ہے ، اکثر و بیشتر موقع و محل کے مطابق وہ فارسی نثر لکھتے ہوئے عربی میں یا تو آیاتِ قرآنی یا پھر عربی کے اشعار سے بھی اپنی نثر کو رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے ۔ مثلاً عربی اور فارسی کا یہ امتزاج ملاحظہ ہو جہاں وہ خدا شناسی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :

لا یبلغہ الوهم ولا یدرک عقلاً

سبحان فقد جاوز فکراً و خیالاً

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم -
(برگ ۲ ا)

مختصر یہ کہ مصنف محمد اعظم بن مولوی محمد صالح اسدی ، الہاشمی ، فاروق ، بہاولپوری تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے کے زمانے کا نمایندہ نثر نگارِ فارسی ہے - جس نے درباری زبان کو اس دور کے رواج کے مطابق پوری آب و تاب ، چمک دمک اور ایک مقفیٰ و مرصع عبارت میں پیش کیا ہے بالفاظِ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ "جواہر عباسیہ" کی نثر آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے کی فارسی نثر کی بہترین نمایندہ ہے -

تصحیح و ترتیب :

حقیقت تو یہ ہے کہ پہلے "جواہر عباسیہ" کی تالیف و تصحیح کرنا لازم ہے - کیونکہ تاوقتیکہ اس کی تالیف و تصحیح نہ کی جائے گی - اس کا کماحقہ' ترجمہ نہیں کیا جا سکے گا ، للہذا شعبہ زبان و ادبیات فارسی ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور "تالیف تصحیح و ترتیب نسخہ' خطی جواہر عباسیہ" کے لئے اس پر پی - ایچ - ڈی کروا رہا ہے -

مراحل ترجمہ :

جیسا کہ مذکورہ بالا تبصرہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ پہلے تو اس نسخہ' خطی کی شکستہ پر شگفتہ کتابت کے پیشِ نظر اس کا صحیح پڑھنا ایک مرحلہ ہے - پھر نثر فارسی دقیق ہونے کے سبب اس کا ترجمہ کرنا بھی دوسرا مرحلہ ہے للہذا جب تک مترجم ان دونوں مراحل کو طے نہ کرلے - اس کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا -

خدا کا شکر ہے کہ ناچیز ان دونوں مراحل کو طے کرنے کے بعد اب اس قابل ہوا ہے کہ سب سے پہلے محض اس کے مقدمہ کا ترجمہ کر کے شائع کرے - کیونکہ یہ فریضہ ناچیز کو ادب گستر و ادب پرور جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک ، وائس چانسلر ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی طرف میں سونپا گیا تھا ، اس لئے

''نسخہ' خطی جواہر عباسیہ'' کے مقدمے کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے جسے بعد میں شائع کیا جائے گا ۔

اظہار تشکر :

سب سے پہلے تو مجھے ادب شناس ، ادب دوست اور دانشمند بزرگ جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک صاحب کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے جن کی پر زور خواہش کی بنا پر کئی مشکلات سے گزر کر '' نسخہ' خطی جواہر عباسیہ'' کا اردو ترجمہ پایہ' تکمیل کو پہنچا ہے ۔ علاوہ ازیں مجھے اپنے محقق دوست جناب ڈاکٹر ظہورالدین احمد سابق صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کئی جگہوں پر میری مشکلات حل کیں ۔ آپ کے علاوہ مجھے جناب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ اور میرے مکرم دوست جناب پروفیسر عبدالحی صدیقی شعبہ علوم اسلامیہ ، بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی کا بھی تہ دل سے ممنون ہونا لازمی ہے جنھوں نے اکثر اوقات مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا ہے ۔

خدائے رب العزت کے حضور استدعا ہے کہ خداوند کریم اس ناچیز اور لمصالہ خدمت کو پایہ' تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین ۔
و اللہ اعلم باالصواب ۔

حوالہ جات

۱- محمد اعظم - مقدمہ - جواہر عباسیہ - مذکور - برگ ۳ الف
۲- ایضاً ، برگ ۳ الف

3. STOREY—C.A—PERSIAN LITERATURE A Bio-Bibliographical SURVEY—Section II FASI CULUS—3—M. History of India—Luzac and Co :—46 Great RUSSEL Street, London, 1939—P. 660—661.

۴- محمد اعظم اسدی بہاولپوری ، نسخہ خطی "جواہر عباسیہ" برگ ۱۲۰ ب
۵- ایضاً ، برگ ۳ ا
۶- ایضاً ، (برگ ۱۲۰ ب)
۷- محمد اعظم اسدی ، نسخہ خطی جواہر عباسیہ ، برگ ۱ ا
۸- ایضاً ، برگ ۴ ب
۹- ایضاً ، برگ ۳ ا
۱۰- ایضاً ، برگ ۲ ب
۱۱- قرآن ، پارہ الم ، سورۃ البقر ، آیت ۳۲

——:o:——